Mission to Tashkent

(تاشقند مشن)

مؤلف : ایف۔ایم۔بیلی

ناشر : آکسفورڈ: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس

سالِ اشاعت : ۱۹۹۲ء

صفحات : ۳۱۴

قیمت : ۶٫۹۹ پونڈ سٹرلنگ

مسلم وسطی ایشیا کے بارے میں برطانوی ہند کی پالیسی میں "خفیہ مشنوں" کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ "عظیم کھیل" کے زمانے میں برطانوی ہند کے حکمرانوں نے وسطی ایشیائی ریاستوں کے مسلم حکمرانوں کے ہاں کئی وفود روانہ کیے تاکہ افغانستان اور برطانوی ہند کی جانب بڑھتے ہوئے "ریچھ" کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکیں، مسلم خوانین کی فوجی صلاحیت اور سیاسی اہمیت کا جائزہ لیا جائے اور ممکنہ طور پر برطانوی مفادات کے تحفظ کے لیے ان خوانین کو اپنے حلقہ اثر میں شامل کی جائے۔ جب انیسویں کے نصف آخر میں برطانوی ہند نے روسیوں سے معاملات طے کر لیے اور دونوں استعماری طاقتوں نے اپنے اپنے حلقہ ہائے اثر قائم کر لیے تو دوستی کی فضا میں خفیہ مشنوں میں کمی آ گئی۔ پہلی عالمی جنگ میں دونوں طاقتیں باہم حلیف تھیں اور مشترکہ دشمنوں یعنی جرمنی اور خلافت عثمانیہ کے خلاف برسرپیکار تھیں۔

پہلی عالمی جنگ ابھی جاری تھی کہ روس میں انقلاب نے صورتِ حال بدل دی۔ نئے روسی حکمرانوں نے نہ صرف جنگ سے علیحدگی اختیار کرلی بلکہ ان خفیہ معاہدوں سے پردہ اٹھا دیا جو اتحادیوں نے "خلافت عثمانیہ" کی بندر بانٹ کے لیے طے کر رکھے تھے۔ زار روس نے دورانِ جنگ میں گرفتار

ہونے والے ہزاروں آسٹروی جنگی قیدیوں کو تاشقند کے گردو نواح میں کیمپوں میں رکھا ہوا تھا۔ نئی استظامیہ نے اِن قیدیوں کو بہت حد تک آزاد کر دیا۔ انقلاب روس کے بعد نئی انتظامیہ کے پاس اتنے وسائل تھے کہ آسٹروی قیدیوں کو واپس بھیجتی اور نہ اِن قیدیوں کے پاس اتنے وسائل نہ تھے کہ وہ خود اپنے طور پر وطن لوٹتے۔ اِس کے ساتھ ہی یہ خبریں آرہی تھیں کہ جرمن اِن قیدیوں کو منظم کرنے میں کوشاں ہیں۔ افغانستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کے آزادی پسند حلقوں میں جرمن اثرات کے لیے پروپیگنڈا مہم بھی جاری تھی۔ برطانوی ہند کے پالیسی سازوں کو یہ خطرہ دکھائی دے رہا تھا کہ اگر ترک افواج باکو اور بحیرۂ قزوین کے راستے مسلم وسطی ایشیا میں در آتی ہیں تو برطانوی ہند براہ راست زد میں ہو گا۔

مندرجہ بالا پس منظر میں برطانوی ہند نے فریڈرک - ایم - بیلی (۱۸۸۲ء-۱۹۶۷ء) کو ایک خفیہ مشن پر وسطی ایشیا روانہ کیا۔ بیلی، وائسرائے ہند کے الفاظ میں ہر لحاظ سے اوّل درجے کی اُن خصوصیات سے متصف تھا جو کسی انسان میں ہو سکتی ہیں۔ بیلی تاشقند مشن پر روانہ ہونے سے پہلے تبّت اور چین میں خدمات انجام دے چکا تھا اور غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک سیاح، جاسوس اور مطالعۂ فطرت کے شائق کی حیثیت سے نام پیدا کر چکا تھا۔ اِس نئی مہم کے لیے وہ نہایت ہی موزوں فرد خیال کیا گیا۔

بیلی نے ۲۲ اپریل ۱۹۱۸ء کو سری نگر سے اپنے سفر کا آغاز کیا اور گلگت و کاشغر سے ہوتا ہوا ماضیٔ قریب کے "سوویت وسطی ایشیا" میں داخل ہوا۔ اُس کا قیام اندیجان، تاشقند، سمرقند، بخارا وغیرہ میں رہا اور آخر الامر سرخس اور مشہد کے راستے جنوری ۱۹۲۰ء میں واپس آیا۔ فریڈرک - ایم - بیلی نے اپنے فرائض منصبی انجام دیتے ہوئے حیرت انگیز کامیابیاں حاصل کیں، وہ روسی خفیہ محکمے میں شامل ہو گیا اور ایک موقع پر اُسے ہی برطانوی جاسوس " بیلی " کو گرفتار کرنے کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ بیلی اپنی کارکردگی کے باعث کئی تحریروں کا موضوع رہا ہے۔ ۱۹۳۴ء کا ایک روسی ناول "روپ بدلتا شخص" اُس کی زندگی کے گرد گھومتا ہے۔ ماضی قریب میں پیٹر ہاپ کرک (Peter Hopkirk) نے اپنی کتاب Setting the East Ablaze میں بیلی اور اُس کے ہم پیشہ لوگوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا ہے۔

بیلی نے وسطی ایشیا کے بارے میں ۱۹۲۴ء میں اپنی یاداشتیں قلمبند کی تھیں مگر یہ وہ دور تھا جب سوویٹ یونین اور برطانیہ کے درمیان سفارتی تعلقات قائم ہو گئے تھے اور برطانوی حکومت ماضی کی تلخیوں کو تازہ کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہ کرتی تھی چنانچہ بیلی کو اپنی یادداشتوں کی اشاعت کی اجازت نہ ملی۔ تاہم وہ مسلسل کوشاں رہا حتیٰ کہ ۱۹۴۶ء میں اُسے کتاب شائع کرنے کی اجازت مل گئی، البتہ اس میں اُن لوگوں اور جگہوں کے نام بدل دیئے گئے جو بیلی کی کہانی میں بنیادی اہمیت کے حامل

تھے تاکہ اُن لوگوں کو جنھوں نے بیلی سے تعاون کیا تھا، یا اُن کی اولاد کو سوشلسٹ روس کے ہاتھوں کوئی گزند نہ پہنچے۔

۱۹۴۶ء میں شائع ہونے والی اِس کتاب میں بیلی نے اپنی اس "ازحد خفیہ" (Top Secret) رپورٹ سے کچھ شامل نہیں کیا جو اُس نے سفر سے واپسی کے بعد برطانوی حکومت کے لیے مرتب کی تھی۔ آج یہ رپورٹ انڈیا آفس ریکارڈز (لندن) اور حکومت ہند کے قومی مرکزِ دستاویزات (دہلی) میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس یادداشت میں بیلی نے انقلاب کے بعد وسطی ایشیا میں تحریکِ مزاحمت کے بارے میں اپنی سرگرمیوں کا ذکر کیا ہے۔

"تاشقند مشن" ایک دلچسپ روداد ہے جس میں بیلی کی سرکاری کارکردگی کے ساتھ اُس کے ذوق اور دلچسپیوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اُس نے وسطی ایشیا کے پرندوں، درختوں، جانوروں اور تتلیوں کا جگہ جگہ ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی تبت سے متعلق اپنی یادداشتیں کو تازہ کرتا رہا ہے۔ ۱۹۱۸ء اور ۱۹۱۹ء میں مسلم وسطی ایشیا کن سیاسی حالات سے گزر رہا تھا، اِن پر جستہ جستہ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ بصماچی تحریک، اِس کی کامیابیوں اور ناکامیوں، بخارا کی "ینگ پارٹی"، امیر بخارا اور اُس کی ہجرت، انور پاشا (م ۱۹۲۲ء) اور پان - ترکزم کی تحریک پر اظہار خیال کیا گیا ہے تاہم یادداشتوں کا اصل موضوع برطانوی اور روسی ایجنٹوں کی زیرزمین سرگرمیاں اور اِن کا باہمی ٹکراؤ ہے۔ بیلی نے یہ داستان نہایت خوبصورتی سے بیان کی ہے تاہم بیلی کی بیان کردہ روایت کی تائید یا تردید ایک مشکل امر ہے، بالخصوص اِس صورت میں جب اُس کے بیان کردہ واقعات پر کوئی دوسری معلومات نہیں ہیں۔

زیر نظر اشاعت پر پیٹر ہاپ کرک کا دیباچہ تاریخی پس منظر کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔
(اختر راہی)